مخطوطات، فہرست سازی کی تاریخ

(مسلمہ اصول و ضوابط)

سید محمد شاہ بخاری☆

اس وقت دنیا میں اسلامی مخطوطات کی تعداد ایک محتاط اندازے کے مطابق تین ملین (تیس لاکھ) سے متجاوز ہے۔ جو دنیا کے متعدد کتب خانوں، عجائب گھروں اور نجی ملکیت میں موجود ہیں۔ مراکش سے پاکستان، ترکی سے صومالیہ اور یورپ سے امریکہ تک کے سرکاری اور نجی کتب خانے اب بھی اس عظیم اسلامی ورثہ سے مزین ہیں۔ ان مخطوطات تک بعض اوقات رسائی ہوتی ہے اور اکثر الاوقات تگ و دو کرنا پڑتی ہے۔ اس کی وجہ مخطوطات سے عدم دلچسپی اور ناواقفیت ہے۔ حالیہ سالوں میں مسلمانوں کی انفرادی طور پر مخطوطات کی طرف توجہ مبذول ہوئی ہے۔ اس سلسلے میں جو سعی و کوششیں ہوئی ہیں وہ دو جہتوں میں نظر آتی ہیں۔ اولاً یہ کہ ان مخطوطات کو یکجا کر دیا جائے تاکہ محققین کو استفادہ کرنے میں دقت نہ ہو۔ معہد المخطوطات العربیہ کی تاسیس کی وجہ بھی یہی تھی۔ اس معہد نے مخطوطات کے ساتھ ساتھ حتی الامکان پوری دنیا سے مخطوطات کی کاپیاں مائیکروفلم اور دیگر متعلقہ سامان جمع کیا، اس مقصد کے لئے ماہرین مخطوطات کو اس ادارے میں مامور کیا۔

دوسری جانب فہرست سازی کا کام شروع ہوا لیکن اس ضمن میں کوئی متفقہ اسلوب نہیں اپنایا گیا۔ ہر فہرست ساز نے اپنا الگ انداز اپنایا۔ بعض اوقات ایسا بھی ہوا ہے کہ کتاب شناسی سے نابلد حضرات نے اس فہرست سازی جیسے تحقیقی اور دقیق کام میں قدم رکھا۔ نتیجتہً جو فہارس تیار ہوئیں اغلاط سے پر ہیں۔ فہرست سازی باقاعدہ ایک سائنس ہے اور اس کے اصول و ضوابط ہیں۔ ان اصول و مبادی سے واقفیت حاصل کئے بغیر فہرست سازی مشکل ہے۔ فہرست سازی میں اتقان عمل، صحت اور واضح منہج نہایت ضروری ہے۔

☆ شعبہ مخطوطات، نیشنل میوزیم آف پاکستان، کراچی

اسلامی کتب خانے

اسلامی تاریخ میں کتب خانوں کی موجودگی اوائل زمانہ ہی میں مل جاتی ہے۔ معاویہ ابن ابی سفیان رضی اللہ عنہ نے دمشق میں ایک کتب خانہ بیت الحکمہ کے نام سے قائم کیا۔ خالد ابن یزید ابن معاویہ کا شمار علم کے شیدائیوں اور علماء کے قدردانوں میں ہوتا ہے۔ انہوں نے عوام الناس کے لئے پہلا مکتبہ عامہ اسلامی دنیا میں متعارف کرایا۔ یونانی اور قبطی زبانوں میں عربی زبان میں تراجم کرائے اور انہیں بیت الحکمت کی زینت بنایا۔ اموی دور کا یہ حصہ علماء اور کتب کی قدردانی و ہمت افزائی کے لئے مشہور ہے۔

عباسی خلفاء میں منصور نے بغداد میں دارالحکمت کے نام سے کتب خانہ قائم کیا۔ انہوں نے حکمت، طب، ہندسہ اور نجوم میں یونانی زبان سے عربی زبان میں کتابوں کا ترجمہ کروایا۔ منصور کے اس علمی مشن کو ہارون الرشید نے آگے بڑھایا اور عجمی زبانوں سے عربی زبان میں کتب کا ترجمہ جاری رہا۔ مامون کے زمانے میں اس کا دائرہ کار وسعت اختیار کر گیا۔ مستند علماء کرام کو مخطوطات کی تلاش میں ہر جگہ بھیجا گیا۔ جہاں کہیں کتاب کی موجودگی کا پتہ چلتا، منہ مانگے داموں خرید لی جاتی۔ کتب کے تراجم کے لئے مترجمیں کو تمام آسائشیں بہم پہنچائی گئیں۔

بعد کے آنے والے ادوار میں متعدد کتب خانے قائم ہو گئے۔ ان کتب خانوں میں بیت الحکمت، دارالحکمت، دارالعلم اور خزانۃ الکتب وغیرہ قابل ذکر ہیں۔ بیت الحکمت تیسری صدی ہجری کے اواخر میں قیروان میں قائم ہوا۔ چوتھی صدی ہجری کے اواخر میں دارالحکمت کے نام سے فاطمیوں نے قاہرہ میں قائم کیا۔ دارالعلم القدس میں اور اسی نام سے ایک اور کتب خانہ الشریف الرضی نے قائم کیا۔ المتوکل کے وزیر فتح بن خاقان نے تیسری صدی ہجری کے پہلے نصف میں ایک کتب خانہ قائم کیا۔ اس کتب خانے کے ذخیرہ کی ابن الندیم نے بھی تعریف کی ہے۔ علی ابن یحییٰ المنجم نے قفص کے مضافات میں ایک کتب خانہ بنایا۔ دور دور سے فضلاء و علماء نہ صرف اس کتب خانے سے استفادہ کرتے تھے۔

ایک اور دارالعلم جعفر ابن صمدان الموصلی (۳۲۳ ۔ ۹۳۴) نے موصل میں قائم کیا جہاں ہر خاص و عام کو آنے کی اجازت تھی۔ دارالعلم کے نام سے ایک اور کتب خانہ سابور ابن اردشیر نے بغداد میں ۳۸۳ھ میں قائم کیا۔ جس میں دس ہزار سے زیادہ کتب موجود تھیں۔ صوان الحکمت کے نام سے منصور بن نوح السامانی (۳۶۶ھ) نے بخاری میں بنایا۔ اس کتب خانے میں

کتابوں کا بہترین انتخاب تھا۔ بصرہ کے قاضی القضاۃ (۴۹۹/۱۱۰۶) نے اسی شہر میں ایک دارالعلم کے نام سے کتب خانہ قائم کیا بغداد میں ابن المارستانیہ نے بھی ایک کتب خانہ قائم کیا (۵۹۵/۱۲۰۳) اسپین کے مسلمانوں نے بھی باقی دنیائے اسلام کی تقلید کرتے ہوئے کتب خانے قائم کیئے۔ خلیفہ حکم ثانی کتب خانوں سے غیر معمولی شغف رکھتے تھے۔

شاہی کتب خانوں اور عوامی کتب خانوں کے علاوہ مدارس کے اپنے کتب خانے تھے۔ اس سلسلہ میں مدارس کا اپنا اہتمام تھا۔ مدرسہ نظامیہ جو نظام الملک (۴۸۵/۱۰۹۲) نے بنایا تھا' اپنے علمی ذخیرے کی وجہ سے کافی مشہور ہے۔ اسی مدرسہ کی لکھی ہوئی کتب یا اس مدرسہ میں داخل نصاب کتب آج تک مدارس عربیہ و اسلامیہ میں اسی طریقہ پر پڑھائی جاتی ہیں۔ اس مدرسہ کی مناسبت سے اس نصاب کو درس نظامی کہا جاتا ہے۔ خزانة المدرسة المستنصریہ بغداد' خزانة المدرسة الفاضلیه دمشق' خزانہ التربہ الاشرفیہ قائم کردہ الملک الاشرف' موسیٰ بن عادل الایوبی (۶۳۵/۱۲۳۷)' خزانة المدرسة العادلیه جو صلاح الدین ایوبی کے بھائی عادل (۶۱۵/۱۲۱۸) نے بنایا اور دیگر متعدد کتب خانے جو اشبیلیه' بادرائیه' سیفیه' تنکزیه' دارالحدیث النوریه دارالحدیث الاشرفیه اور دارالحدیث الضیائیه' مکتبة المارستان النوری مکتبة الخانقاہ السمسیاطیه اور ابن البزوری کے مزار کا کتب خانہ' یہ تمام دمشق میں موجود تھے۔

یہ وہ کتب خانے ہیں جو افریقہ و اندلس اور علماء کے خاص کتب خانوں کے علاوہ ہیں۔ ان تمام کتب خانوں میں لاکھوں کی تعداد میں مخطوطات موجود تھے جن کی باقاعدہ فہارس بنتی تھیں۔

ابن الحزم نفح الطیب' مولف محی الدین کے حوالے سے کہتے ہیں تلیدالخصی بنی مروان کے خاص کتب خانے میں مامور تھے۔ اسی کتب خانے میں متعدد فہارس تھیں جن میں اسماء الکتب کا اندراج ہوتا تھا۔ کل چوالیس فہارس تھیں اور ہر فہرست بیس اوراق پر مشتمل ہوتی تھی۔ یہ وہی کتب خانہ ہے جسے اموی خلیفہ الحکم الثانی نے قائم کیا تھا۔ اس کتب خانے کے لئے کتب کی تلاش اور خریداری کے لئے خلیفہ نے ماہرین کتب شناسی اور علماء کرام مامور کیئے تھے۔ کہا جاتا ہے کہ کتاب الآغانی لابی الفرج کے لئے انہوں نے ایک ہزار دینار بھیج کر عراق سے اس کا نسخہ منگوایا۔ علماء کرام اور کتب شناس حضرات کے علاوہ جید خطاط اور صحاف رکھے تھے۔

صاحب ابن عباد کے کتب خانے میں دو لاکھ چھ ہزار مخطوطات کا ذکر ملتا ہے۔ عزیز فاطمی کے کتب خانے میں ۱۶ لاکھ مخطوطات تھے (اخبار العلماء ۲۷۱) خزانة الوزیر المهلبی میں ایک

ا۔ کتب خانوں کی فہارس

اس نوع کی دو فہرستیں ہم تک پہنچی ہیں۔ ان میں سے پہلی فہرست کتب "خزانة الاشرفیہ" جو اشرف ایوبی کے مزار دمشق میں ہے۔ عہد ایوبی میں دمشق نے متعدد فنون میں ترقی کی۔ اس زمانے میں ہمیں علماء کی ایک بڑی تعداد دمشق میں نظر آتی ہے۔ کتب خانوں کی بڑی تعداد، تعلیمی اداروں، مسجدوں اور مزارات میں قائم ہوئی۔ ایوبی بادشاہوں میں ملک الاشرف موسی ابن عادل ابی بکر محمد بن ایوب نے اہل علم کی سب سے زیادہ قدردانی کی۔ اس نے دو مدرسے دمشق میں قائم کئے۔ اس کے انتقال کے بعد مزار سے ملحق ایک بڑا کتب خانہ قائم کیا گیا۔ اس کتب خانے کی ایک فہرست جامع استنبول سے ملی ہے۔ اس میں جملہ فنون پر مشتمل کتب موجود ہیں۔ آخر سے قدرے ناقص ہے۔ حروف ابجد کے لحاظ سے اس فہرست کی تقسیم ہے جس میں ۲۱۱۷ کتب ہیں۔ ابجدی اعتبار سے کسی فہرست یا مندرجات کی تیاری کوئی نیا طریقہ نہیں ہے بلکہ صدیوں سے مسلمانوں کے ہاں رائج ہے۔ فہرست ابجدی اعتبار سے "م" پر ختم ہو جاتی ہے۔ اس فہرست میں ہر کتاب کا نام اور اکثر مقالات پر مولف کا نام بھی ہے۔ ہر کتاب کے جملہ نسخوں کا ذکر ہے۔ دوسرے نسخے کی تفصیلات بتاتے وقت صرف یہ کہا ہے کہ "دوسرا نسخہ" اور پھر اگلی کتاب کا ذکر ہے۔ اس فہرست میں ضخامت کے اعتبار سے بھی کتب کی تقسیم ہے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ متقدمین کے ہاں یہ بھی ایک طریقہ رائج تھا۔ کتب میں ایک خط ہے یا متعدد خطوط ہیں، ان تمام کا تذکرہ و تفصیل ملتی ہے۔ ناقص ہونے کی صورت میں "مخروم فی آخرہ" کے الفاظ ہیں۔ مجامیع میں جتنے بھی نسخے ہیں ان سب کا فرداً فرداً تذکرہ ہے۔

یہ فہرست اگرچہ منتشر انداز میں ہے اور مختلف ہے مگر اصول فہرست سازی کی پہلی جھلک اسی فہرست میں نظر آتی ہے۔

قدیم فہرست سازی کا دوسرے نمونہ وہ رجسٹریا فہرست ہے جو جامع القیروان تیونس سے متعلق ہے۔ فہرست سازی کی تاریخ میں یہ ایک انتہائی اہم دستاویز ہے۔ اس فہرست میں وہ کتب مندرج ہیں جو ۶۹۳ھ میں اس مکتبہ میں موجود تھیں۔ یہ فہرست مذکورہ کتب خانے کے سابقہ رجسٹر سے موازنہ کر کے تیار کی گئی ہے۔ اس مکتبہ کی اہمیت اس وجہ سے بڑھ جاتی ہے کہ یہاں پر رقوق و جلود کی متعدد اقسام ملتی ہیں جن پر قرآن مجید مکتوب ہیں اور تیسری چوتھی اور پانچویں صدی سے متعلق ہیں۔ ان چرمی اور رقوق نمونوں میں ان کی بناوٹ، دباغت، مقالت، تزہیب اور

نقش و نگار کے علاوہ کوفی خط کا مغربی عرب میں ارتقاء' اقلام و روشنائی کی اقسام و سونے چاندی کے استعمال کا پتہ چلتا ہے۔

یہ فہرست پروفیسر ابراہیم شبوح التونسی نے مجلّہ "معہد المخطوطات العربیہ الجزء" الثانی من الجلد الثانی ۱۹۵۷ء شائع کیا۔ ان چرمی نمونوں پر قرآن مجید کی فہرست سازی کا جو اسلوب اختیار کیا گیا ہے وہ کچھ یوں ہے۔

"بخط کوفی فی رق مسطرة خمسة' فی اول کل جزء منها محلاه بالنحاس المموه بالذهب فی سبعة اجزاء' بالجرم الکبیر' مکتوبه بالذهب بخط کوفی فی رق الکحل۔ السور وعدد الای والاحزاب بالفضه' مغشاه بالجلد المنقوش فوق اللوح' مبطنة بالحریر"

(یا)

ختمه قرآن فی اربعه اجزاء فی الطبق الکبیره من الکاغذ الشرقی' بخط کوفی مسطرة سبعة وذکر اسماء السور منها وعدد الای والتنبیه علی الاحزاب والاغشار والاخمساس واکثر الضبط فی ذلک بالذهب مغشاه بالواح مبطنة و موجهة بالحریر الاخضر ترهل

و ختمه قرآن فی اربعه اجزاء' فی القالب الکبیر من الکاغذ الشرقی بخط شرقی۔ مذهب الاول والاخر وذکر اسماء السور و علامة الای والاحزاب والاعشار بالذهب۔ مشهوره بخط ابن السباط۔ مغشی بجلد احمر منقوش علی اللوح' مبطن بالحریر الاصغر۔

ان جملہ مثالوں میں مندرجہ ذیل نکات نظر آتے ہیں۔

۱۔ قرآن مجید کے جتنے اجزاء یا پارے جو کتابت شدہ ہیں۔ ان کا تذکرہ

۲۔ خط کی مختلف اقسام۔ مثلاً کوفی' مشرقی وغیرہ

۳۔ اوراق

۴۔ کاتب کا نام

۵۔ ورق کا سائز بمع سطریں

۶۔ تزئین و تذہیب

۷۔ سورتیں اور تزئینی علامات

۸۔ رنگوں کی تعداد

۹۔ سورتوں کے نام، خمس و عشر وغیرہ

۱۰۔ نسخہ کی حالت

۱۱۔ مخطوطہ کی کیفیت

۱۲۔ جلد کی تفصیل

۱۳۔ وقف کا نشان

ان کتب کی فہارس جو علماء نے اپنی روایات میں بیان کیں۔

یہ وہ کتب ہیں جو علماء نے پڑھیں اور ان کی فہارس تیار کیں۔ اس نوع کی فہرست ایک مخطوطہ کی صورت میں مکتبہ ظاہریہ دمشق میں موجود ہے (نمبر ۱۸ ظاہریہ) اس فہرست کو محمد ابن احمد ابن محمد المالکی و اندلسی نے تیار کیا۔ مخطوطہ کے مطابق اس کا نام (تسمیہ ما ورد بہ الخطیب البغدادی دمشق من روایہ من الاجزاء المسموعہ، والکبار المصنفۃ، وماجری مجراھا مسوی الفوائد والامالی والمنثور" ہے۔ اس فہرست میں ان کتب کا تذکرہ ہے جو الخطیب البغدادی اپنے ساتھ دمشق لے گئے۔ اس فہرست میں تین نکات قابل غور ہیں۔

۱۔ مفہرس نے کتاب اور اس کے مولف کا تذکرہ کیا ہے۔

۲۔ کتابوں کے نام حروف ہجاء کے مطابق مرتب نہیں ہیں۔

۳۔ کتابوں کی ترتیب موضوعات کے اعتبار سے بھی نہیں ہے۔

اس فہرست میں جملہ ۴۷ کا تذکرہ ہے۔ قرائن سے ثابت ہوتا ہے کہ مذکورہ نسخہ خطیب البغدادی کے آخری دنوں میں لکھا گیا۔ نسخہ مرتب ہو چکا ہے مگر اصل کے مطابق نہیں ہوا۔ کتابوں کی تقسیم موضوعات کے مطابق کی گئی ہے۔

اس نوع کی دوسری فہرست "فہرست مارواہ عن شیوخہ من الدواوین المصنفہ فی ضروب العلم و انواع المعارف" ہے۔

اسے ابوبکر محمد بن خیر بن عمر بن خلیفہ الاموی الاشبیلی نے ترتیب دیا ہے۔ یہ فہرست اسلامی مخطوطاتی تاریخ میں ایک خاص مقام رکھتی ہے۔ متعدد قدیم اسلامی کتب کا تذکرہ ہے۔ اسے ایک

ہسپانوی مستشرق نے ۱۸۸۳ء میں مرتب کیا۔ اس میں دو ہزار سے زیادہ مخطوطات کا تذکرہ ہے۔
ان تمام کتب کو محمد بن خیر نے پڑھا اور روایت کیں۔ ان کی ترتیب کچھ یوں ہے۔

۱۔ علوم القرآن میں فاضل مولف نے جو کتب پڑھیں۔
۲۔ مؤطات اور اس سے متعلقہ مواد
۳۔ سنن پر تالیفات اور صحابہ و تابعین کی روایات کا تذکرہ
۴۔ مسانید کا تذکرہ جو صحابہ و تابعین کی روایات کا تذکرہ
۵۔ مسانید کا تذکرہ جو ائمہ حدیث سے مروی ہیں۔
۶۔ تمام کتب حدیث خصوصاً" مشہور احادیث پر مشتمل ہیں۔
۷۔ تمام کتب جو غریب حدیث اور اس کے معانی پر مشتمل ہیں۔
۸۔ معلل حدیث۔ تواریخ اور معرفہ الرجال پر مشتمل کتب۔
۹۔ سیرت اور انساب پر مشتمل کتب۔
۱۰۔ مالک ابن انس کی فقہ پر مشتمل کتب۔
۱۱۔ اصول الدین' اصول الفقہ اور فضل العلم پر مشتمل کتب
۱۲۔ کھانے پینے پر تالیف شدہ کتب کا تذکرہ
۱۳۔ وراثت پر مشتمل کتب کا تذکرہ
۱۴۔ زھد' تقویٰ اور رویا پر مشتمل کتب کا تذکرہ
۱۵۔ ابی بکر بن ابی الدنیا کی تالیفات کا تذکرہ
۱۶۔ ابی سعید بن الاعرابی کی تالیفات کا تذکرہ
۱۷۔ ابی بکر محمد بن الحسین الاجری کی تالیفات
۱۸۔ ابوذر عبد بن احمد الھروی کی تالیفات
۱۹۔ نحو' لغت' ادب اور محدثین پر مشتمل تالیفات کا تذکرہ
۲۰۔ حسن بن احمد بن عبدالغفار الفارسی کی تالیفات
۲۱۔ شعراء کی کتابوں کے نام' شعراء کے نام جو ابوعلی اسماعیل بن القاسم البغدادی کو اندلس سے ملے۔
۲۲۔ وہ شعراء اور کتب جن کا تذکرہ مروان بن سراج' ابوعلی الغسانی' ابوالحجاج بن الاعلم اور

ابوعلی البغدادی نے کیا ہے۔

۲۳۔ ان شیوخ کے نام جن سے مفہرس نے پڑھا اور ان کی تالیفات کا مطالعہ کیا۔

۲۴۔ ان شیوخ کے نام جن سے روایت کی اور اجازت ملی۔

اس فہرست میں تین امور قابل ذکر ہیں۔

۱۔ کتاب کا نام اور مولف کا نام

۲۔ مولف تک سند کا ذکر

۳۔ موضوعات کے تحت کتب کا تذکرہ

اسی نوعیت کا دوسرا مخطوطہ دارالکتب المصریہ اور یورپ کی کسی لائبریری میں محفوظ ہے۔ اس کا نام "صلت الخلف بموصول السلف" ہے۔ محمد بن محمد ابن سلیمان السوسی الرودانی (۱۰۹۴ھ) نے لکھا ہے۔

فہارس الکتب الموقوفہ

اس قبیل کی فہارس باقاعدہ کتاب کی شکل میں نہیں ہوتی ہے بلکہ ضمناً" کسی کتاب میں کسی بھی جگہ ہوتی ہے۔ اسعد پاشا العظم' والی دمشق نے اپنے والد کے کتاب خانے کی فہرست اسی طرح تیار کروائی (۱۱۶۵/۱۷۰۲) اس فہرست میں ۱۸۷ مخطوطات ہیں جن کا موضوع تفسیر' حدیث' اصول' فقہ' تاریخ' تراجم اور لغت وغیرہ۔

اس فہرست میں کتب کی تقسیم نہ تو الف بائی ہے اور نہ ہی موضوعاتی بلکہ بغیر ترتیب کے ہے۔ اس کے برعکس وقف المکتبۃ الاحمدیہ' حلب کے مخطوطہ کی ایک کاپی معہد المخطوطات میں موجود ہے جو ۱۹۳۵ء میں کسی قدیم فہرست سے نقل ہوتی ہے۔ اس میں کتب کی تقسیم فنون پر ہے۔ ہر کتاب کی تاریخ کتابت موجود ہے۔

فہارس مولفات العلماء

اس نوع کی فہارس کی کافی تعداد ملتی ہے۔ اسے تین طبقات میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

۱۔ عالم اپنی تصنیف میں اپنی دیگر تصانیف کا تذکرہ کرے۔ مندرجہ ذیل اس کی مثالیں ہیں۔

الف۔ اسما تصانیف ابن ابی الدنیا عبداللہ بن محمد ۲۸۱/۸۹۴) مخطوطہ کی شکل میں ظاہریہ دمشق میں محفوظ ہے۔ الف بائی ترتیب ہے۔ اس میں کتابوں کے نام ملتے ہیں۔

ب۔ ابوریحان البیرونی کی تصانیف کی فہرست جو چھپ چکی ہے۔

ج۔ ابن عربی کی کتب کی فہرست جسے کوکیس عواد نے مجمع العلمی العربی دمشق سے شائع کیا (جلد ۲۹، ۱۹۵۴۔۱۹۵۵، ج ۳۰)۔

د۔ جلال الدین السیوطی کی تالیفات کی فہرست۔ یہ چھپ چکی ہے اس کے مخطوطات مکتبہ اسکندریہ اور ظاہریہ میں موجود ہیں۔ فنون کے اعتبار سے مرتب ہے۔

ہ۔ محمد بن طولون کے کتب کی فہرست جسے حسام الدین القدسی نے ۱۳۴۸ میں دمشق سے شائع کیا۔ اس فہرست کا نام "الفلک المشحون فی احوال محمد بن طولون" ہے۔ اس میں مولفین کا تذکرہ کتابوں کے ساتھ آتا ہے۔

۲۔ عالم اپنی تالیف میں دیگر علماء کی تصانیف کا تذکرہ کرے

الف۔ فہرست کتب محمد بن زکریا الرازی للبیرونی "اسے الاثار الباقیہ عن القرون الخالیہ" کے مقدمہ میں چھاپ چکا ہے۔

ب۔ فہرست تصانیف ابن الجوزی، لسبط ابن الجوزی۔ اسے ابن الجوزی کے پوتے نے اپنی کتاب "مراۃ الزمان" میں اپنے دادا کے حالات بیان کرنے کے بعد لکھا ہے۔ یہ حسب موضوعات مرتب ہے۔

ج۔ فہرست تصانیف ابن تیمیہ لابن القیم الجوزی۔ یہ فہرست المجمع العلمی العربی دمشق میں چھپ چکی ہے۔ اس کی ترتیب بھی موضوعات کے اعتبار سے ہے۔

د۔ فہرست مولفات احمد بن احمد السجاعی (۱۱۹۸ھ) لتلمیذہ علی بن سعد البیومی۔ فنون کے اعتبار سے مرتب ہے۔ دارالکتب المصریہ میں محفوظ ہے۔

۳۔ عالم اپنی تالیفات کا تذکرہ اپنے کسی اجازہ میں کردے

مولفات عبدالغنی النابلسی جسے عبدالغنی نے عبدالرحمن ابن محمد الشہیر بابن کزبر کو اجازہ دیتے وقت تحریر کیا ہے۔ اس فہرست میں ۲۰۳ کتابوں کا تذکرہ ہے۔ فہرست مولفات السیوطی کا شمار ان فہارس میں ہوتا ہے جن میں مفہرسین مجہول الاسم ہیں۔

ان تمام فہارس میں اکثریت ان کی ہے جن میں کتابوں کے نام اور فنون کے لحاظ سے مرتب ہیں۔ بعض فہارس میں الف بائی ترتیب کے ساتھ بقیہ تفصیلات بھی ملتی ہیں جیسا کہ عدد

الاوراق وغیرھا۔

عام فہارس کتب

اس ضمن میں دو فہارس کا تذکرہ نہایت ضروری ہے۔ ان ہر دو فہارس کا اسلامی ثقافت و اقدار سے گہرا تعلق ہے۔ علماء و محققین کے لئے نہایت مراجع ہیں۔ پہلی فہرست کی تالیف چوتھی صدی صدی ہجری میں ہوئی جبکہ دوسری گیارہویں صدی ہجری میں۔

پہلی فہرست جو "کتاب الفہرست لابن الندیم" سے موسوم ہے' ۳۷۷ھ میں تالیف ہوئی۔ اس کی تاریخ وفات میں اختلاف ہے۔ بعض مورخین کے نزدیک (صفدی' مقریزی' ذہبی) ۳۸۰ھ ہے۔ بعض کے نزدیک (ابن النجار) ۳۸۵ھ ہے۔ بعض محققین کا خیال ہے کہ اس کتاب میں بعض باتیں ایسی ہیں جو ابن الندیم کے مرنے کے بعد وقوع پذیر ہوئیں۔ مثال کے طور پر اس کتاب کے مطابق ابن الندیم ابن جنی کی تاریخ وفات ۳۹۲ھ بتاتے ہیں اور ابن نباتہ کی وفات چار سو ہجری کے بعد ہے۔ یہاں دو باتیں ذہن میں آتی ہیں یا تو مورخین نے ابن الندیم کی تاریخ وفات کا غلط تعین کیا ہے یا اس کتاب میں اضافہ کیا گیا ہے۔

ابن الندیم وراق تھے۔ کتابیں لکھتے تھے' ان کی تصحیح کرتے تھے۔ جلد بندی کرتے تھے اور انہیں بیچتے تھے۔ اس زمانے میں اکثر علماء اس پیشے سے وابستگی کو افتخار سمجھتے تھے۔ بظاہر ایسا لگتا ہے کہ اس پیشے نے ابن الندیم کو کتابوں کے ناموں کی تسجیل پر راغب کیا جو اس زمانے میں معروف تھیں۔ ابن الندیم اپنے مقدمہ میں کہتا ہے۔

(ترجمہ) "یہ فہرست کتب ہے جو عرب و عجم سے تعلق رکھتی ہے۔ تمام فنون میں' مولفین کے حالات و طبقات' ان کے انساب "تاریخ پیدائش' عمر کا تعین' اوقات وفات' وطن' ان کے فضائل و مناقب' ہر علم کی ابتداء سے اب تک یعنی تین سو چھتر (۳۷۶ھ) کے تمام علوم پر کتب اور ان کے مولفین کا ذکر۔"

ابن الندیم نے اپنی کتاب کو موضوعات کے اعتبار سے مرتب کیا۔ یہ تمام موضوعات مختلف عنوانات پر مشتمل مقالات میں پیش کیا۔

۱۔ پہلا مقالہ۔ عرب و عجم کی زبانیں۔ ان کے لکھنے کے انداز' مختلف خطوط اور ان کی اشکال۔ آسمانی کتب' قرآن مجید کے تمام علوم اور ان کے مصنفین۔

۲۔ دوسرا مقالہ۔ نحویین اور ماہر لسانیات

۳۔ تیسرا مقالہ۔ اخبار الاخیاریین، روایان، نسابین، اصحاب السیر، اور ان کی کتب کے نام۔

۴۔ چوتھا مقالہ۔ شعر و شعراء

۵۔ پانچواں مقالہ۔ اسلامی فلسفہ و علم الکلام

۶۔ چھٹا مقالہ۔ حدیث، محدثین، فقہ، فقہاء

۷۔ ساتواں مقالہ۔ قدیم علوم اور فلسفہ

۸۔ آٹھواں مقالہ۔ اسماء، جادو، جادوگر اور ان پر کتب کی تصانیف

۹۔ نواں مقالہ۔ مذاہب اور عقائد

۱۰۔ دسواں مقالہ۔ کیمیا گر، قدیم و جدید فلاسفہ اور ان کی کتب

ابن الندیم نے اگرچہ موضوعات کی ترتیب رکھی ہے مگر الف بائی ترتیب نہیں ہے۔ مولفین کے سلسلے میں بھی کوئی ترتیب نہیں ہے۔ اس فہرست میں چھ ہزار چار سو (۶۴۰۰) کتب کا ذکر ہے۔

دوسری فہرست سات صدیوں کے بعد تصنیف ہوئی۔ اس کا نام "کشف الظنون عن اسامی الکتب والفنون" ہے۔ مصطفیٰ بن عبداللہ المشہور بحاجی خلیفہ یا کاتب چلپی اس کے مصنف ہیں۔ اسلامی علوم و ثقافت میں اس کا بلند و بالا مقام ہے۔ ترکی کے علماء نے اسلامی ورثہ کے جتنے شعبوں میں خدمات و کارنامے انجام دیئے ہیں، ان میں یہ سب سے بڑا کارنامہ ہے۔ ابن الندیم کی طرح حاجی خلیفہ وراق نہیں تھے۔ بلکہ ایک جید عالم تھے۔ شام کے سفر میں شہر حلب کے وراقوں اور کتابوں سے اسماء کتب حاصل کیں۔ خزائن الکتب حلب میں کام کیا۔ جہاں کہیں کتاب کا پتہ چلتا وہاں پہنچ جاتے۔ ترکی واپس آنے پر کتابوں کے اسماء کی تدوین کی۔ کتب التواریخ، طبقات و وفیات پر بالخصوص کام کیا۔ اپنا ذاتی پیسہ خرچ کر کے بیس سال میں کتاب کو مکمل کیا۔ ایسی کتاب نہ پہلے لکھی گئی نہ بعد میں۔ اس کتاب میں پندرہ ہزار کتابوں کا تذکرہ ہے۔

حاجی خلیفہ نے اپنی کتاب کی ترتیب اس طرح کی ہے۔

۱۔ تمام ابجدی اعتبار سے مرتب ہیں۔

۲۔ اکثر مقالات پر کتاب کے آغاز کو نقل کیا ہے۔ کبھی خاتمہ الکتاب بھی لکھا ہے۔

۳۔ کتاب کی تالیف کی وجہ اور تاریخ تالیف

۴۔ کتاب کے فصول و ابواب کو بیان کیا ہے۔

۵۔ مولفین کے وفیات اکثر مقلات پر بیان کیا ہے۔

۶۔ اختصار اختیار کرتے وقت کتاب کا نام، مولف کا نام، سن وفات مولف۔

۷۔ اہم کتاب کے سلسلے میں کتاب کا نام، شروحات، تعلیقات، ذیول اور ملخصات بتائی ہیں۔

۸۔ بعض اوقات کتاب کے بارے میں اپنی رائے بھی دیتے ہیں۔

۹۔ اوراق کی تعداد، کراریس وغیرہ بھی بتاتے ہیں۔

۱۰۔ ترکی زبان مترجم کا تذکرہ

۱۱۔ اسلامی موضوعات کے حوالے سے فارسی اور ترکی کتابوں کا تذکرہ

۱۲۔ بادشاہوں اور سلاطین کو "تحفۃ" دی ہوئی کتابوں کا تذکرہ۔

مندرجہ بالا جملہ نکات کو دیکھتے ہوئے ہم کہہ سکتے ہیں کہ حاجی خلیفہ اسلامی دنیا میں اسلامی مخطوطات کی فہرست سازی میں اولیت رکھتے ہیں۔

یورپ میں فہرست سازی

یورپ میں فہرست سازی کی ابتداء یورپین نے نہیں کی بلکہ عرب مستشرقین نے کی ہے۔ یورپ میں پہلی فہرست مخطوطات اٹلی کے شہر فلورنس میں تیار ہوئی جسے ایک لبنانی مسیحی راہب نے بنایا، جس کا پورا نام "اسطفان عواد السمعانی" تھا۔ اس کی تاریخ ۱۷۴۲ء ہے۔ اس اولیت یورپین فہرست کا عنوان

Assemani (S.E), Bibliotheca Medicae Laurentianae et Palatinae Cadicum Manuscriptorum Orientalium Catalogus, Florence, 1742.

اسی راہب نے دوسرے راہب کے اشتراک سے جس کا نام یوسف شمعون تھا، مکتبہ الفاتیکان کے مخطوطات کی فہرست تیار کی ہے۔ اس کا عنوان

Assemanus (S.E. et J.S) Bibliotheca Apostolicae Vaticanae Codicum Manuscriptorum Catalogus, Pars 1, t.1, Roma 1756

یورپ کی تیسری فہرست مخطوطات اسپین میں تیار ہوئی۔ اسے بھی ایک لبنانی راہب میشل

الغزیری نے مرتب کیا۔ یہ فہرست میڈرڈ سے ۱۷۶۰ء - ۱۷۷۰ء میں چھپی جو دو جلدوں پر مشتمل تھی۔

اس کے بعد فہرست سازی کی ایک مسلسل اور طویل قطار نظر آتی ہے جس میں عربی کے علاوہ فارسی' سریانی اور ترکی شامل ہیں۔ سنین کے اعتبار فہرستوں کی تفصیل اس طرح ہے۔

۱۷۷۸ء مکتبہ کاسل جرمنی

Wepler, J.H., Nachricht von den auf hoch furstlichen Bibliothek befindlichan morgenlan-dischen Handschriften, Cassel, 1778.

۱۷۸۶ء : کتب خانہ نور مبرگ جرمنی

۱۷۸۷ء : کتب خانہ اکسفورڈ

J. Uri, Bibliothecae Bodleinae Codicum manuscriptomus orientalium Catalogus, Pars, Prima, Oxford, 1787

اٹھارہویں صدی عیسوی میں اس کے بعد کوئی فہرست نظر نہیں آتی۔ انیسویں صدی عیسوی میں فہرست سازی کی ایک لمبی لائن نظر آتی ہے۔

۱۸۱۷ء	جرمنی کے شہر روستوک
۱۸۲۶ء	اٹلی کے شہر میلانو
۱۹۳۹ء	
۱۸۳۱ء	جرمنی کے شہر ڈریسڈ
۱۸۳۷ء	جرمنی
۱۸۳۸ء	برطانیہ کے شہر لندن
۱۸۳۸ء	جرمنی
۱۸۳۶ء	روس کے شہر ماسکو
۱۸۴۶ء	برطانیہ' برٹش میوزیم
۱۸۵۰ء	سویڈن
۱۸۵۰ء	امریکہ
۱۸۵۰ء	پرتگال

۴۹-۱۸۵۰ء	سویڈن
۱۸۵۱ء	ڈنمارک
۱۸۵۲ء	جرمنی
۱۸۵۳ء، ۱۸۶۵ء، ۱۸۷۰ء، ۱۸۷۱ء، ۱۸۸۱ء، ۱۸۹۴ء،	روس
۵۵-۱۸۵۴ء	روس
۱۸۶۴ء	جرمنی
۱۸۷۶ء	
۱۸۶۶ء	جرمنی
۱۸۷۰ء	برطانیہ، ٹریننگ کالج
۱۸۷۵ء	سویزرلینڈ
۷۷-۱۸۷۶ء	اٹلی
۱۸۸۱-۱۸۷۶ء	جرمنی
۱۸۷۷ء	جرمنی، فرینکفرٹ
۱۸۹۴ء-۱۸۷۷ء	جرمنی
۱۸۸۱ء - ۱۸۸۰ء	بلغاریہ
۱۸۹۳ء - ۱۸۸۳ء	فرانس- پیرس
۱۸۸۴ء	اسپین
۱۸۹۹ء - ۱۹۸۷ء	جرمنی
۱۸۸۸ء	ہالینڈ
۱۸۹۳ء	جرمنی
۱۸۹۳ء	پرتگال
۱۸۹۸ء	اسپین

یہ مخطوطات کی وہ فہارس ۱۹ویں کے اواخر یورپ میں مختلف اداروں کے تحت چھپتی رہیں۔ ان فہارس کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ مستشرقین نے اسلامی مخطوطات پر جتنا کام کیا ہے وہ مسلمانوں کے مقابلے میں بہت زیادہ ہے۔

اس کے بعد جتنی فہارس ہمارے سامنے آتی ہیں وہ واجد اجارج کی کتاب

Vajda, George, Repertoire des catalogues et enventaires de MSS arabes, Paris, 1949

- Huisman, A. J.W., Les Manuscripts Arabes daus le Monde, Leiden, 1967

مستشرقین نے فہرست سازی میں کوئی ایک طریقہ اختیار کیا' نہ ہی ایک زبان استعمال کی۔ اسلامی مخطوطات کی فہارس لاطینی' جرمنی' فرانسیسی اور انگریزی میں ملتی ہیں جو اسلوب کے لحاظ سے ایک دوسرے سے قطعی مختلف ہیں۔ یورپی فہرست سازی کو مندرجہ ذیل طریقوں پر تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

۱۔ کتاب کا نام' مصنف کا نام' مخطوطہ کا مخصوص نمبر' اوراق کی تعداد اور فن جس سے متعلق مخطوطہ ہے۔ واجدا کی فہرست سازی کا یہی طریقہ تھا۔ کاتب' تاریخ کتابت اور موضوع کے ساتھ اضافے کے ساتھ چسٹربٹی ڈبلن کا ذخیرہ دیکھا جاسکتا ہے۔

۲۔ دوسری قسم تفصیلی فہارس کی ہے جس میں مولف' کتاب' اوراق' سطور' خط کی نوعیت' کتاب کا آغاز اور خاتمہ' تاریخ کتابت' اور جہاں سے خریدی گئی جیسی معلومات ہیں۔ جامعہ پرنسٹن کی فہرست جو Phlip نے مرتب کی ہے' اس کی مثال ہے۔

۳۔ تیسری نوعیت کی فہرست سازی زیادہ تفصیل سے ہے۔ اس میں کتاب کا نام و مولف کے نام کے ساتھ ساتھ کتاب کے ابواب پوری تفصیل سے بتائی گئی ہیں۔ برلن کے مخطوطات کی فہرست اس کی واضح مثال ہیں۔

اسلامی دنیا میں فہرست سازی

کتب خانہ ابراہیم پاشا داماد استنبول کی فہرست کتب قدیم ترین ہے' جو ۱۲۷۹/۱۸۶۳ء میں شائع ہوئی۔ اس کے بعد کتب خانہ راغب پاشا کی فہرست ہے جو ۱۲۸۵ھ میں شائع ہوئی۔ تیونس میں کتب خانہ صادقیہ کی فہرست ۱۲۹۲/۱۸۷۵ میں شائع ہوئی۔ کتب خانہ خدیو کی فہرست بھی اسی سال شائع ہوئی۔ ۱۲۹۹/۱۸۸۱ء میں کتب خانہ عمومیہ دمشق کی فہرست شائع ہوئی۔ سلطان عبدالحمید ثانی کے حکم سے استنبول کے کتب خانوں کی فہرستیں بنی شروع ہوئیں۔ ۱۳۰۰ھ میں اسعد آفندی' قرہ جلبی زادہ' امیر خوجہ' مہرشاہ سلطان' فرار حمیدیہ کی فہارس چھپیں۔ ۱۳۰۳/۱۸۸۵ء میں فہرست

کتب خانہ کو بروبلی پھر ایا صوفیا کی فہارس ۱۳۰۴ھ/۱۸۸۶ء عاشر آفندی ۱۳۰۶/۱۸۸۸ پھر سلیمانیہ کی فہرست ۱۳۳۱/۱۸۹۲ میں شائع ہوئی۔ قاہرہ میں ۱۳۰۶/۱۸۸۸ء سے خدیو کتب خانہ کی نئی فہارس بنانا شروع کر دیں۔ دیگر عرب ممالک میں بھی فہارس کی تیاری شروع ہوئی اس کی تفصیل یوں ہے۔

۱۔ فہرست المخطوطات العربیہ فی مسجد الجزائر الکبیر (الجزائر ۱۹۰۹ھ) مفہرس: محمد بن شنب

۲۔ لویس شیخو کی تیار کردہ فہرست مخطوطات المکتبۃ الشرقیہ بجامعہ القدیس یوسف، بیروت (۱۹۱۳ء)

۳۔ ابراہیم حرفوش کی تیاری کردہ فہرست "مخطوطات کتب خانہ مارونیہ، حلب (۱۹۱۴ء)

۴۔ دارالکتب المصریہ کی فہرست (۱۹۲۴ - ۱۹۲۷)

۵۔ داود جلبی کی فہرست مخطوطات۔ موصل (۱۹۲۷ء)

۶۔ یوسف العش کی تیار کردہ فہرست دارالکتب الظاہریہ دمشق (۱۹۴۷)

۷۔ کورکیس عواد کی تیار کردہ "اقدم المخطوطات فی خزانہ الاوقاف العامہ بغداد (مجلہ سومر، الرابع ۱۹۴۷۔۱۹۴۸)

۸۔ دارالکتب المصریہ کی فہرست تیموریہ کتب خانہ جزء اول (۱۹۴۸)

۹۔ اسعد طلس کے الکشاف عن خزائن الاوقاف (بغداد۔ ۱۹۵۳)

۱۰۔ محمد بن تاویت الطنجی، اور فواد سید کی تیار کردہ فہرست مخطوطات المصورۃ .معھد المخطوطات، جزء اول، قاہرہ۔ ۱۹۵۴۔ ج اول

۱۱۔ ی۔ علوش اور عبداللہ الرجراجی کی تیار کردہ فہرست مخطوطات العربیہ، کتب خانہ عامہ، رباط۔ ۱۹۵۴ء۔ ج اول

۱۲۔ لطفی عبدالبدیع کی فہرست مخطوطات المصورہ، قاہرہ (۱۹۵۶)

۱۳۔ دارالکتب المصریہ کی فہرست مصطلح الحدیث، قاہرہ (۱۹۵۶)

۱۴۔ فواد سید کی فہرست مخطوطات المصورہ، قاہرہ (۱۹۵۷)

۱۵۔ فہرست مخطوطات المصورہ۔ قاہرہ (۱۹۵۸) العلوم

۱۶۔ ابراہیم شبوح کی فہرست مخطوطات المصورہ، قاہرہ (۱۹۵۹) الطب

۱۷۔ صلاح الدین المنجد کی فہرست مخطوطات کتب خانہ امبروزیانہ، میلانو، اٹلی (قاہرہ۔ ۱۹۶۰)

فہرست سازی کے لئے شرائط اور اس کے اصول

مطبوعہ کتب کی فہرست سازی اور مخطوطات کی فہرست سازی میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ مخطوطات میں فہرست سازی کے لئے ماہرین نے جو شرائط پیش کی ہیں ان میں دو نکات انتہائی اہم ہیں۔

۱۔ مخطوطات کی طرف میلان ہو، بلکہ عشق ہو

۲۔ فنی استعداد ہو۔ اس سلسلے میں تمام قدیم علوم و فنون پر دسترس ہو۔

مخطوطات سے الفت و محبت انتہائی ضروری ہے۔ عام طور پر مخطوطات پر کام کرنا انتہائی مشکل ہے۔ عموماً" مخطوطات سالہا سال سے ایک ہی جگہ پڑے ہوتے ہیں۔ بعض حضرات اسے اس لئے پوشیدہ رکھتے ہیں کہ آباء کی چھوڑی ہوئی نشانیاں کوئی چرا نہ لے۔ موسمی اثرات کی وجہ سے اس کے اوراق بوسیدہ ہو جاتے ہیں، کیڑے لگ جاتے ہیں۔ نتیجۃً" جب یہ مخطوطات کسی کتب خانہ یا عجائب گھر میں آتے ہیں تو ان کی حالت اکثر و بیشتر خراب ہوتی ہے۔ بعض کتب خانوں میں ۷۰ اور ۸۰ کی دھائی میں مخطوطات کو کیڑے مار یا جراثیم کش ادویات لگا کر محفوظ کیا جاتا تھا۔ اس وقت وہ ادویات کیڑوں کے لئے قطعاً" نقصان دہ نہیں ہیں لیکن انسانی صحت کے لئے انتہائی مضر ہیں۔ کتب خانوں اور عجائب گھروں میں پچھلے بیس سال سے کوئی قابل قدر کام نہیں ہوا۔ جو کام نظر آتا ہے وہ ان متعلقہ اداروں سے باہر کے کتاب شناس حضرات نے انجام دیا ہے۔ مخطوطات کے سلسلے میں جب تک متعلقہ علماء حضرات بذات خود دلچسپی نہیں لیں گے، کام کی رفتار انتہائی سست رہے گی۔ اس لئے ضروری ہے کہ مخطوطات پر کام کرنے کا شوق پیدا کیا جائے اور جو کچھ محققین کی نظر سے پوشیدہ ہے وہ سامنے لایا جائے۔

جہاں تک فنی استعداد کا تعلق ہے تو یہ ایک دن میں کبھی بھی نہیں آتی۔ ہمارے ملک میں فہرست سازی ایک علم کی حیثیت سے کہیں بھی نہیں پڑھائی جاتی۔ جبکہ ترکی، ایران، اور مصر جیسے ممالک میں اسے ایک سائنس کا درجہ ملا ہے۔ سعودی عرب نے شاہ فیصل فاؤنڈیشن قائم کر کے اس میں مخطوطات کا ایک عظیم پروجیکٹ متعارف کرایا ہے جہاں دنیا بھر سے مخطوطات کے سلسلے میں معلومات اکٹھی کی جاتی ہیں۔ الفرقان فاؤنڈیشن لندن کا قیام مخطوطات کی حفاظت کے لئے وجود میں آیا ہے۔ اس ادارے نے اب تک فہرست کی چار مطبوعات سامنے لائی ہیں۔ دنیا بھر میں مخطوطات سے متعلق ماہرین متعارف کرائے ہیں اور انہیں سائنسی بنیادوں پر تربیت دی ہے۔

مخطوطات پر مہارت حاصل کرنے کے لئے وقت درکار ہوتا ہے۔ مخطوطات اپنے دیکھنے والوں کو خود مجبور کرتے ہیں کہ وہ مزید دیکھیں اور مزید تحقیق کریں۔ مخطوطات کا میدان دراصل اسلامی ثقافت کا میدان ہے۔ مخطوطاتی ثقافت جو مرحلہ وار اور مختلف اوقات میں پروان چڑھی ہے۔ اسے پروان چڑھانے میں قراء، محدثین، مفسرین، فقہاء، فلاسفہ، اطباء، علماء، ادباء، لغویین، شعراء ریاضی دان، ہیئت داں، مورخین، جغرافیہ دان، وراقین، مفہرسین، خطاطین، کاتبین اور مہندسین کا پورا پورا حصہ ہے۔

فہرست نگار جب مخطوطہ ہاتھ میں لیتا ہے تو یقیناً مخطوطہ ان موضوعات میں سے کسی موضوع پر ہوتا ہے۔ بعض اوقات مخطوطہ کا نام فوراً مل جاتا ہے۔ کبھی کبھار تلاش کرنا پڑتا ہے۔ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ مولف یا کتاب کا نام پہلی دفعہ سامنے آتا ہے۔ ایسا بھی ہوتا ہے کہ اوراق پلٹنے کے باوجود موضوع کا تعین نہیں ہوتا۔ مفہرس بڑا پریشان ہو جاتا ہے۔ اگر چاہت ہوتی ہے' تجسس ہوتا ہے تو تحقیق جاری رہتی ہے۔ یہاں تک کہ وہ وقت آجاتا ہے جب مفہرس فہرست سازی میں مشاق ہو جاتا ہے۔

ہمارے ملک میں بد قسمتی یہ ہے کہ جو مفہرسین ہیں وہ پچانویں فیصد ان مندرجہ بالا علوم سے ناواقف ہوتے ہیں۔ اکثریت یا تو ادب سے تعلق رکھتی ہے یا تاریخ سے۔ زبان دانی ایک الگ مسئلہ ہے۔ برصغیر پاک و ہند' افغانستان اور وسطی ایشیا میں مخطوطات کی اکثریت درس نظامی میں داخل نصاب کتب کی ہوتی ہیں۔ ریاضی' ہندسہ' علم ہیئت' علم النجوم وغیرہ بھی کبھی درس نظامی میں داخل تھے۔ دیکھا یہ گیا ہے کہ درس نظامی کتب پر شیوخ' حواشی اور تعلیقات اس رفتار سے نہیں چھپی ہیں جیسا کہ تاریخ اور ادب کی کتب ایڈیٹ ہو کر چھپی ہیں۔

جو حضرات درس نظامی کے فارغ التحصیل ہیں وہ بد قسمتی سے کتاب شناسی سے قطعی نابلد ہوتے ہیں۔ جبکہ دوسری طرف کتاب شناسوں کی بھاری اکثریت کتب درس نظامی سے ناواقف ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ایسے علماء کتاب شناس تیار کئے جائیں جو ان علوم و فنون پر حاوی ہوں۔ ورنہ مخطوطات پر کماحقہ کام کبھی بھی نہیں ہو سکے گا۔

فہرست سازی کے لئے ضروری ہے کہ مندرجہ ذیل امور کو مد نظر رکھا جائے۔ یہ کم از کم اصول و ضوابط ہیں۔

۱۔ کتاب کا نام جس طرح مخطوطہ میں دیا گیا ہے
۲۔ مولف کا پورا نام' اس کی دیگر تالیفات کا ذکر اگر موجود ہیں۔
۳۔ آغاز کتاب
۴۔ خاتمہ کتاب
۵۔ اوراق کی تعداد' فی صفحہ سطریں' سائز
۶۔ خط اور روشنائی
۷۔ کاتب کا نام' کتابت کی تاریخ
۸۔ جلد
۹۔ مخطوطہ کس طرح پہنچا
۱۰۔ کیفیت
۱۱۔ مولف و کتاب کے بارے میں مصادر

۱۲۔ مخطوطہ کا کتب خانے کا نمبر

۱۔ مخطوطہ کا نام

مخطوطہ کا نام عموماً" کتاب کے پہلے صفحہ میں مل جاتا ہے اور اکثر کتاب کے مقدمہ میں مل جاتا ہے۔ کبھی کبھار نام آخر میں دے دیا جاتا ہے۔ نام کی تصحیح کے لئے مراجع کی کتب سے استفادہ کرنا چاہیے۔

۲۔ مولف کا نام

مخطوطہ میں مولف کا نام جس طرح آیا ہے من و عن اسی طرح نقل کرنا چاہیے۔ اپنی طرف سے نہ تو زیادتی ہونی چاہیے' نہ ہی کمی۔ مفہرس کے لئے یہ ضروری نہیں ہے کہ وہ کنیت و لقب نقل کرے۔ مولف کے نام کی تاکید بھی تاریخی حوالے سے دیکھنی چاہیے۔ اس کے لئے معجم المولفین' یا الاعلام سے مدد حاصل کرے۔ "التراث العربی" یا بروکلمن بھی معاون ثابت ہو سکتے ہیں۔ مولف کی تاریخ پیدائش و وفات بین القوسین ہونی چاہیے۔ ہجری اور میلادی ہوں تو بہتر ہے۔ اگر مولف کی تاریخ نہیں ملتی تو پھر اس زمانے کو درج کرے جس میں مولف تھا۔

کتاب کا آغاز

آغاز سے یہ فائدہ ہے کہ اس مخطوطہ کی صحت کا پتہ چلتا ہے اور کتاب کی ابتداء معلوم ہو جاتی ہے۔ اب تک عموماً" یہی طریقہ رہا ہے کہ اعوذ باللہ' بسم اللہ کے بعد خطبہ نقل کیا جاتا تھا۔ الفرقان فاؤنڈیشن نے اس انداز کو بدل دیا ہے۔ وہ اس طرح لکھتے ہیں۔

"اول المخطوط بما بعد البسملہ والضیلہ"

۴۔ خاتمہ

دعائیہ کلمات اور تاریخ سے پہلے کتاب کی آخری عبارت خاتمہ کہلائے گی۔

۵۔ اوراق کی تعداد اور اس کی قسم

اوراق کی تعداد بالکل صحیح ہونی چاہیے۔ ورقہ جس کا متبادل انگریزی میں Folio ہے۔ دو صفحوں پر مشتمل ہوتا ہے' پہلا صفحہ "وجہ" یا Recto کہلاتا ہے جبکہ دوسرا "ظہر" یا Verso کہلاتا ہے۔ اگر مخطوطہ پر اوراق کے نمبر نہ لگے ہوں تو لکھ لینے چاہئیں۔ سطریں کتنی ہیں ان کی تعداد فی صفحہ ہونی چاہیے۔ صفحہ کا قیاس (ناپ) سطر کی لمبائی' حاشیہ کا ناپ ہو۔ اگر مفہرس تجربہ کار ہو تو کاغذ کی قسم اور جاء صنعت کا تعین کرے۔

۶۔ خط

مفہرس کو خطوط سے کماحقہ علم ہونا چاہیے۔ خط کو واضح طور پر لکھنا چاہیے۔ یہ نہیں لکھنا چاہیے

کہ "صاف خط" "اچھا خط" "عام خط" یا موجہ خط۔ اگر نسخہ مصنف کے ہاتھ کا ہو تو اسے ضرور بتائے ایسا نسخہ قیمتی ہوتا ہے' روشنائی بتائے' اعراب کا تذکرہ کرے۔

۷۔ کاتب اور تاریخ

کاتب کے نام کی موجودگی سے کئی اشارات ملتے ہیں۔ تاریخ جس طرح دی ہے اسی طرح نقل کرکے میلادی تاریخ کا تقابل بھی بتائے۔ اگر کاتب کی تاریخ وفات معلوم ہے' اسے ضرور بتانا چاہیے۔ اگر مخطوطہ پر تاریخ نہ ہو تو قرائن اور تاریخی شواہد سے تاریخ کا تعین کرنا چاہیے۔

۸۔ جلد

جلد کی موجودگی سے دو باتوں کا پتہ چل جاتا ہے۔

۱۔ مخطوطے کی عمر ۲۔ جلد کی صناعت کی تاریخ

مسلمانوں کو مخطوطات کے ساتھ ساتھ جلد سازی پر بھی توجہ رہی ہے۔ جس طرح مخطوطہ بعض اوقات اپنے رنگوں' تزئین و آرائش تذہیب سے پہچان لیا جاتا ہے اسی طرح جلد پر مختلف نقش و نگار' مصورانہ خطاطی وغیرہ ہوتی ہے۔ مفہرس کو چاہیے کہ وہ جلد سازی کے مختلف ادوار کا مطالعہ کرے۔ تاکہ جلد کی نوعیت کا تعین کر سکے۔

۹۔ مخطوطہ جہاں سے آیا ہے

مفہرس کو چاہیے کہ مخطوطے کی سابقہ تاریخ کو جاننے کی کوشش کرے۔ اگر کسی لائبریری کی زینت بنا تھا اس کا تذکرہ کرے۔ کسی بڑے آدمی نے اپنے تاثرات لکھے ہیں ان کا ذکر کرے۔

۱۰۔ کیفیت

مخطوطے کے سلسلے میں یہ حصہ انتہائی اہم ہوتا ہے۔ مخطوطے کی جملہ صفات یہاں درج ہوتی ہیں۔

مراجع

مفہرس کو مراجع کی کتب اپنے قریب رکھنی چاہیے۔ تاکہ کتاب اور اس کے مولف کے علاوہ متعلقہ معلومات آسانی سے مل سکیں۔ اس سلسلے میں کشف الظنون' معجم المولفین' الاعلام ضروری ہیں۔ مفہرس مزید گہری تحقیق کرنا چاہتا ہے تو اسے چاہیے کہ وہ قدیم کتب مصادر سے استفادہ کرے۔ بروکلمن کی تاریخ ادب عربی بھی نہایت اہم ہے۔ تاریخ التراث العربی' فواد سیزگین اور معجم المطبوعات سرکیس بھی اہم ہیں۔